# غزل

جوش ملیح آبادی

یوں ڈھل گیا ہے درد میں درماں کبھی کبھی
نغمے بنے ہیں گریۂ پنہاں کبھی کبھی!

ہوتی ہیں بادِ صبح کی رَو میں بھی آندھیاں
اُبلا ہے ساحلوں سے بھی طوفاں کبھی کبھی

بڑھتا چلا گیا ہوں انھی کی طرف کچھ اَور
یوں بھی ہوا ہوں اُن سے گریزاں کبھی کبھی

ہمسایوں کی اُپی ہوئی نظروں کی دھار سے
مقتل بنا ہے کوچۂ جاناں کبھی کبھی!

آنچوں میں گنگناتے ہیں گلزار گاہ گاہ!
شعلوں سے پٹ گیا ہے گلستاں کبھی کبھی

لَے سے نکل پڑی ہے کبھی ہچکیوں کی فوج
آہیں بنی ہیں راگ کا عنواں کبھی کبھی!

داماںِ گل رُخاں کی اُڑادی ہیں دھجیاں
پھاڑا ہے ہم نے یوں بھی گریباں کبھی کبھی

کلیاں جُھلس گئی ہیں دہکنے لگے ہیں پھُول!
یوں بھی چلی ہے بادِ بہاراں کبھی کبھی

اس وقت بھی کہ خاطرِ مجموع تھی نصیب
کم بخت دل ہوا ہے پریشاں کبھی کبھی

اِک دامن حریر کے لمسِ خفیف سے
لَو دے اٹھی ہے جوشِ رگِ جاں کبھی کبھی